وزیراعظم نے جب بھی ایسی صورت حال پر وسیع مفہوم کی گفتگو کرنی ہوتی ہے وہ فارن پریس کو ہی انٹرویو دیتی ہیں۔ اگر یہ مسائل اندرونِ ملک "ڈسکس" کرنے سے انہیں گرانی ہوتی ہے تو پھر ملکی وقومی مسائل کو بیرون ملک لیجانے کا کیا جواز ہے وزیراعظم یہی گفتگو اندرون ملک صحافیوں سے بھی تو کرسکتی ہیں اور اگر وہ چاہتی ہیں کہ "اندر کی بات باہر کی سکرین پر" نہ آئے تو جمہوریت کے اصول "کچھ لو اور کچھ دو" کے تحت صدر غلام اسحق سے "اندر ہی اندر معاملات طے کرلیں۔ وہ صدر بھی ہیں اور بے نظیر اور ان کے والد مرحوم کے بزرگ و "محسن" بھی اور اپنے محسنوں کو یوں سرعام رسوا کرنا اچھی روایت نہیں۔

دولر بیراج

صدر محمد ایوب خان مرحوم، پنڈت جواہر لعل نہرو اور ایم بی آئلف کے دستخطوں سے دریاؤں کے پانی کا ایک معاہدہ ہوا تھا جسے سندھ طاس کا معاہدہ کہا جاتا ہے جس میں یہ طے پایا تھا کہ بھارت دریائے چناب یا جہلم پر دس ہزار ایکڑ فٹ سے زیادہ پانی جمع نہیں کرسکتا۔ مگر موجودہ حکومت نے اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے ۲۴ لاکھ ایکڑ فٹ پر پانی جمع کرنے کی "نوشیروانی" روایت دہرائی ہے اور دھائی یہ دی جارہی ہے کہ ہم نے بہت سی دوسری شرائط منوا کر ۲ لاکھ ۹۰ ہزار فٹ کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ کی اہم بات یہ ہے کہ اس سارے معاملے میں صدر غلام اسحق کو بے تعلق اور بے خبر بھی رکھا گیا ہے (جنگ ۳۰ اگست)

کیا اچھا ہوتا کہ حکمران ان قومی و ملکی مفادات سے بھی قوم کو آگاہ کردیتے جو اتنی بڑی "قربانی" سے قوم وملک کو حاصل ہوئے جس سے یہ معلوم ہوجاتا کہ واقعی پی پی پی کی حکومت نے یہ سودا "سستا" کیا ہے لیکن کیا کیا جائے اس آنت کا کہ پاکستان اس سے پہلے بھی اسی قسم کی روائیتیں قائم کرچکا ہے ظفر اللہ نے گورداس پور اور کشمیر بھارت کو بخشا۔ ایوب خان نے بلوچستان کا بہت بڑا علاقہ ایران کو "ہدیہ ونذرانہ" کیا اور موجودہ وزیراعظم کے والدماجد بھٹو صاحب نے "ادھر تم ادھر ہم" کے اعلانِ خود کیساتھ ہی سونار بنگال "بنگالیوں" کے حوالے کیا۔ ضیاء الحق کے دور میں غل ہوا کہ سیاچن کی چوکی بھارت چھین کے لے گیا اور اب ۲۴ لاکھ ایکڑ فٹ پانی جمع کرکے مرحمتِ خسروانہ؟

اس پر بھی اعتراض ہوا، قوم چیخی پکاری تو عوام کے کہ یہی لوری دی گئی کہ:

"ہم نے گھاٹے کا سودا نہیں کیا ہم نے بہت سی شرائط منوائی ہیں جس سے پاکستان

کو بہت نفع ہوگا۔

لیکن ان کے مرنے کے بعد ارشاد حقانی ایسے حقانی کالم نویسوں نے خوفناک نقصانات کی فہرست جنگ کے سینے پر لشکادی اور آنے والی حکومت سے اشیرواد حاصل کرلی۔

سیاچن گلیشیر: موجودہ حکومت کی بہت بڑی کامیابی کہ راجیو پاکستان آیا اور پاکستانی وزیراعظم سے کھل کے خلوت وجلوت میں باتیں ہوئیں اور سیاچن گلیشیر جیسے نسیاً منسیا ہی ہو گیا۔ آمریت سے نظر بندر کو زبانی آزمانا تھا کہ وہاں گھاس بھی نہیں اگتی اور موجودہ حکومت کے وزیر دفاع غلام سرور چیمہ دامن کے متعلق افواہ تھی کہ وہ مرزائی خاندان سے متعلق ہیں نے کہا کہ سیاچن مردہ گڑھا ہے۔ بینظیر وہاں تشریف لے گئیں تو آواز آئی کہ اب وہاں پھول بھی اُگنے لگے ہیں۔

راجیو کی کرمفرمائیوں کا ہماری وزیراعظم صاحبہ کو بہت افسوس ہے اس لئے اب پھر سیاچن پر فوج کی تعیناتی بہت ضروری ہے اور جرنیل وعوام ایک ہو گئے ہیں۔ (جنگ ۳۰ راگست)

؎ عاشقے زود پشیماں کا پشیماں ہونا

"نالۂ غم"

اناللہ وانا الیہ راجعون

فوکر طیارہ ملتان میں ہمارے کرم فرما جناب حکیم محمد حنیف اللہ مہوترہ کا کڑیل جوان فرزند ارجمند ملتان میں ہوا باز کا فن سکھاتے ہوئے بہ سوئے جنت پرواز کر گیا۔ منیب بہت ہی کم گو، ہنس مکھ، دُھن کا پکا اور من موجی جوانِ رعنا تھا اس کی موت نے سینکڑوں بوڑھوں اور ہزاروں نوجوانوں کو خون کے آنسو رلائے۔ اہل خانہ کی غم واندوہ کی حالت تو دیکھی نہ جاتی تھی ہر شخص غم کی وادی میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا منیب سب کی آشاؤں کے آسمان کا تارا تھا جس کے ڈوب جانے سے ڈوب ڈوب گئے دل بیاروں کے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ابھی ہم سب اس بحر غم میں ڈبکیاں لے رہے تھے کہ اور بہت سی ماؤں کے لال بہنوں کے دیر معصوم امنگیں دلوں میں لئے عزیز واقارب کی منتظر نگاہوں خورشیدوں کے جیز شہید کر گئے۔ گلگت سے اسلام آباد